مولانا مجاہد الحسینی

تحریک آزادیٔ کشمیر اور مجلس احرار اسلام

زندہ قومیں اور بیدار جماعتیں ہمیشہ اپنے محسنوں کو یاد رکھتی ہیں۔ان کے نمایاں کارناموں کو کسی لمحے میں بھی فراموش نہیں کیا کرتیں۔ان کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل استوار کیا کرتی ہیں لیکن یہ عجب صورت حال ہے کہ:

منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

تحریکِ آزادیٔ ہند کے آخری مرحلے میں جب ہندوستان کی تقسیم کا مرحلہ آیا تو فرنگی سامراج نے ایسی بندر بانٹ کی کہ مسلمانانِ ہند کو تین مختلف علاقوں میں تقسیم کر کے ان کی اجتماعی قوت مفلوج کر کے رکھ دی گئی۔علاوہ ازیں مسلم اکثریت کی ریاستوں کو بھی ہندوؤں کے رحم وکرم کے حوالے کر دیا گیا تھا۔خطۂ کشمیر کے ساتھ بھی یہی بے رحمانہ سلوک کیا گیا' جس کا مرکزی علاقہ ہندوؤں کی تحویل میں دے کر اس کی شہ رگ کاٹ دی گئی تھی۔

جہاں تک اس ''خطۂ کشمیر جنت نظیر'' کو غیر مسلموں کے تسلط سے آزاد کرانے کی تحریک کا تعلق ہے۔اس کی بانی مجلس احرار اسلام ہند اور جمعیت علماء ہند ہیں۔ڈوگرہ شاہی کے خلاف سب سے پہلے مجلس احرار اسلام ہی کے قائدین مفکرِ احرار چودھری افضل حق ،امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ،رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ،ماسٹر تاج الدین انصاری ،شیخ حسام الدین ،مولانا سید محمد داؤد غزنوی ،مولانا مظہر علی اظہر ،خواجہ غلام محمد اور دیگر حضرات نے آواز اٹھائی اور علم آزادی بلند کیا تھا۔۳۱-۱۹۳۰ء میں جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کانگریس کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس سے باز رکھنے کے سلسلے میں ناکام ہو کر بمبئی سے واپس لوٹے تو اس عرصے میں ڈوگرہ شاہی کے مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر کشمیر میں گولی چل گئی اور بائیس مسلمان شہید ہو گئے اور بے شمار فرزندانِ اسلام زخمی ہو کر خاک اور خون میں تڑپائے گئے تھے۔کشمیری ظالم حکمران ہری سنگھ کے جور واستبداد کے خلاف پوری وادی میں غم وغصے کی زبردست لہر دوڑ گئی۔ریاستی رعایا اپنے حقوق کی خاطر میدان کارزار میں کود پڑی۔

حضرت امیر شریعتؒ نے بمبئی سے واپس آتے ہی چودھری افضل حق ،مولانا مظہر علی اظہر اور خواجہ غلام محمد کی رفاقت میں کشمیر جانے کا فیصلہ کیا۔چنانچہ ان رہنماؤں نے لاہور سے گوجرانوالہ اور سیالکوٹ پہنچ کر مسئلہ کشمیر اس انداز کے ساتھ بیان کیا کہ چند دنوں میں ہی گوجرانوالہ ،سیالکوٹ ،گجرات اور جہلم خصوصی طور سے تحریک آزادیٔ کشمیر کے مراکز بن گئے تھے۔چودھری افضل حق اور مولانا مظہر علی اظہر سیالکوٹ سے ہوتے ہوئے سری نگر پہنچے اور جمعہ کے اجتماع سے مولانا مظہر علی اظہر نے ایسا ولولہ انگیز خطاب کیا کہ وادیٔ کشمیر آزادی کے نعروں سے گونج اٹھی۔ادھر علامہ اقبال بھی تحریک آزادیٔ کشمیر میں گہری دلچسپی لے رہے تھے۔نیز مولانا ظفر علی خان بھی اپنے اخبار ''زمیندار'' کے ذریعے مضامین اور اپنی نظموں کے ذریعے

امتِ مسلمہ کا جذبۂ ایمانی ابھارنے اور فرزندانِ اسلام کے رگ و پے میں حرارت ایمانی اجاگر کرنے کے سلسلے میں زبردست سرگرم عمل تھے۔

علامہ اقبال نے اگرچہ تحریک آزادیٔ کشمیر کے وسیع تر مفاد کی خاطر مختلف مکاتب فکر کے افراد پر مشتمل ایک کشمیر کمیٹی تشکیل دی تھی اور اس میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کو بھی شامل کرلیا تھا مگر چند روز کے اندر ہی غدارانہ سرگرمیوں کے پیش نظر مرزا محمود کو کشمیر کمیٹی سے خارج کر کے واضح کر دیا کہ قادیانی جماعت مسلمانوں کے مفادات کی مخالف اور فرنگی سامراج کی جاسوس ہے۔

بہرنوع تحریک حریت کشمیر رفتہ رفتہ ہمہ گیر ہوگئی تھی۔ ملک کے بڑے بڑے دینی اور سیاسی رہنما جن میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری، مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور شیخ عبداللہ شیر کشمیر گرفتار کئے جا چکے تھے۔ حالات روز بروز نازک اور بے قابو ہو رہے تھے۔ سیالکوٹ علامہ اقبال کا شہر ہونے کے ناتے تحریک حریت کشمیر کا مرکز بن گیا تھا اور اس تحریک نے ہندوستان کی سول نافرمانیوں کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے تھے۔ آزادیٔ کشمیر کی خاطر رضاکاروں کے دستے رات کی تاریکی میں جا کر وادیٔ کشمیر میں گم ہوجاتے تھے۔ چنانچہ ایک ہفتے کے اندر اندر ہزاروں مسلمانوں نے ریاستی حکمرانوں کے روبرو پیش ہوکر گرفتاریاں دیں۔ حتیٰ کہ تمام جیل خانے بھر گئے اور خاردار تاروں کے احاطے میں قیدیوں کو رکھنے کے انتظامات کئے گئے۔ اس طرح ریاست کا نظام درہم برہم ہوگیا۔ صرف پنجاب سے ہی پچاس ہزار سے زائد مسلم نوجوانوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے تحریکِ آزادیٔ کشمیر کو چار چاند لگا دیئے تھے' اسی اثناء میں چنیوٹ کے بہادر اور جرأت مند فرزند اسلام الٰہی بخش کو ریاست کشمیر کے ایک ظالم افسر نے نوکِ سنگین سے شہید کر دیا تو وادی کے حالات زبردست مزاحمت کے باعث بے قابو ہوگئے تھے۔ حالات کی سنگینی اور ناگفتنی صورت کے پیش نظر حکومت کشمیر نے مفاہمت کی پیش کش کی جس پر چند سرکردہ شخصیات کی طرف سے جمعیت علمائے ہند کے صدر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ اور سیکرٹری جنرل مولانا احمد سعید دہلوی سے درخواست کی گئی کہ وہ مجلس احرار اسلام اور حکومت کشمیر کے مابین مفاہمت کی راہ پیدا کریں۔ چنانچہ اس سلسلے میں مجلس احرار اسلام، حکومتِ کشمیر اور جمعیت علمائے ہند کی جو خط و کتابت ہوئی' حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ اصل کاپی میرے پاس موجود ہے۔ ۱۹۶۳ء میں جب وزیراعظم کشمیر شیخ محمد عبداللہ پاکستان کے دورے پر آئے تھے اور وزیراعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کے سوگباش (فوت) ہونے پر اپنا دورہ ادھورا چھوڑ کر واپس چلے گئے تھے' تو راقم الحروف نے یہ خط و کتابت روزنامہ ''امروز'' لاہور میں شائع کرائی تھی۔ اس میں آزادیٔ کشمیر کی پہلی تحریک کے زیرعنوان سب سے مفصل مضمون میرا ہی شریک اشاعت ہوا تھا۔ بعد ازاں اسے مزید مفصل معلومات کے ساتھ راقم کے ماہنامہ صوت الاسلام فیصل آباد میں بھی مئی ۱۹۹۴ء کو کشمیر نمبر کی صورت میں شائع کیا گیا تھا۔ اس ضخیم نمبر کی خصوصیت یہ بھی تھی کہ ۱۹۴۸ء میں استادِ محترم حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا جہادِ کشمیر کی بابت وہ تاریخی فتویٰ بھی اس میں درج ہے جو انہوں نے

سعودی عرب، مصر، شام، فلسطین وغیرہ عرب علماء وشیوخ سے حاصل کیا تھا' اسے عربی متن کے ساتھ مع ترجمہ اور شیوخ ومفتی صاحبان کے دستخطوں کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔

علاوہ ازیں اس میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا مودودی کے درمیان کشمیر کے جہاد کی بابت جو خط وکتابت ہوئی تھی' اسے بھی شریک اشاعت کیا گیا ہے۔ اس پس منظر کو واضح کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گزشتہ دنوں حریت کشمیر کے رہنما پاکستان میں آئے تو جن لوگوں نے ان کا استقبال کیا اور جو لوگ ان دنوں تحریک آزادیٔ کشمیر کے ''قائد اور چودھری'' بن بیٹھے ہیں' ان کا حقیقی آزادیٔ کشمیر کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں تھا اور اگر میں اس سلسلے میں یہ الفاظ استعمال کروں کہ یہ لوگ تو ان دنوں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو خلافِ حقیقت نہیں ہوگا:

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کا نشیمن'

اس تذکرے میں یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے ارباب اقتدار کو اپنی اس کوتاہی اور عاقبت نااندیشی کا ضرور احساس ہو گیا ہوگا یا ہو جانا چاہیے کہ فرنگی سامراج نے تقسیم ہند کے وقت کشمیر کا قضیہ قادیانیوں کے اس موقف کے پیش نظر الجھایا اور کھڑا کیا تھا کہ ضلع گورداسپور میں آباد قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ شمار کیا جائے۔ جس کی بنا پر یہ ضلع غیر مسلم اکثریت کا علاقہ بن گیا اور اس کو پاکستان میں شامل کر لینے کے بعد دوبارہ ہندوستان میں شامل کرنے کا اعلان کیا تھا۔

پھر جب پاکستان قائم ہو گیا تو رہی سہی کسر اس کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے نکال دی تھی۔ مسئلہ کشمیر کا آج تک الجھاؤ اس قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کی سازش کا شاخسانہ ہے۔

تحریکِ آزادیٔ کشمیر کا آغاز ۱۹۴۸ء سے نہیں

قیامِ پاکستان کے بعد برسر اقتدار آنے والوں کی اکثریت چونکہ نوابوں، جاگیرداروں اور انگریزی سرکار کے خاص کارندوں کی تھی' اس لیے انہوں نے تحریک آزادی کشمیر کا آغاز ۱۹۴۸ء سے شمار کیا اور اب تک اس کی رکاوٹ لگاتے چلے آرہے ہیں اور ''نوواردانِ حلقہ صحافت'' بھی حریت کشمیر کا تاریخی پس منظر معلوم کئے بغیر اس سلسلے کی تمام جدوجہد کو قیامِ پاکستان کے بعد سے وابستہ کر کے حقائق اور تاریخی صداقتوں کو مسخ اور فراموش کرنے کا ایسا گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں' جسے مورخ کسی طور پر بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

نیز اس سلسلے میں یہ تلخ حقیقت بھی لائق وضاحت ہے کہ برصغیر کی ایک مقبول اور مؤثر دینی وسیاسی جماعت مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنماؤں کی وفات کے بعد دیگر جماعتوں کی طرح اگرچہ یہ جماعت بھی مختلف النوع بحرانوں کا شکار ہوئی ہے اور یہ واحد جماعت ہے جسے قیام پاکستان کے بعد اس کے دینی واسلامی تشخص اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر سرگرمی کا مظاہرہ کرنے کی پاداش میں فرنگی سامراج کے انعام یافتہ حکمرانوں نے خلافتِ قانون قرار دے کر اس کی سرگرمیاں ممنوع قرار دے دی تھیں۔ ایسے ناگفتنی حالات میں جماعت کا سابقہ معیارِ کارکردگی متاثر ہونا اگرچہ ایک فطری امر تھا لیکن

بایں ہمہ مجلس احرار اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے بعد جن شخصیات کے ہاتھوں میں اس کی باگ ڈور آئی ہے' انہوں نے بھی اپنے تاریخی کردار کے تحفظ کی جانب خاص توجہ نہ دی اور ''خانۂ خالی را دیومی گیرد'' کے مصداق تحریک آزادی کشمیر کی باگ ڈور ایک ایسی جماعت کے ہاتھوں میں آ گئی ہے۔ جس کا اس کے ساتھ نہ تو کوئی تاریخی تعلق تھا اور نہ ہی نظری وفکری اعتبار سے آزادئ کشمیر کی خاطر جدوجہد کو جہاد کا درجہ دینے پر آمادہ تھی۔ (۱)

بہرنوع بیدار لوگ ہی منزل مقصود کو پہنچتے ہیں۔ اب دینی جماعتوں کی موجودہ قیادت کو غفلت کی چادر سے باہر بھی جھانکنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ دنیا کے لوگ کہاں پہنچ گئے ہیں لیکن ان کا کاروانِ تلاش منزل میں اب کہاں بھٹک رہا ہے؟

(۱) مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ اکابر احرار کی باقیات میں سے ہیں اور جماعتِ احرار کے تمام نشیب وفراز سے کماحقہ آگاہ ہیں۔ وہ خود احرار کے سیاسی کردار سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرنے والوں میں سے ہیں۔ مولانا مگر قیام پاکستان کے بعد تحریک آزادئ کشمیر کی صورتِ حال سے بے خبر بھی نہیں کہ ایجنسیوں نے کیا کردار ادا کیا اور کیا کر رہی ہیں۔ مولانا مجاہد الحسینی تحریک مسجد شہید گنج ۱۹۳۵ء کے برگ وبار سے بھی آگاہ ہیں کہ کس طرح اس کا ملبہ احرار پر ڈال کر اسے تباہ کیا گیا۔ ملحوظ رہے کہ احرار کشمیر کے حوالے سے کسی نئے شہید گنج کے متحمل نہیں۔ کشمیر کے مستقبل کے متعلق بانی احرار حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۴۹ء میں جو پیش گوئی کی تھی 'وہ حرف بہ حرف درست ثابت ہو رہی ہے۔ یہی پیش گوئی اور پالیسی آج کی احرار کے پیش نظر ہے۔ البتہ کشمیریوں کی اخلاقی حمایت حسبِ سابق جاری ہے۔ کشمیر ضرور آزاد ہونا چاہیے اور کشمیریوں کی خواہش کے مطابق ہونا چاہیے۔ ایجنسیوں کا کھیل تا حال جاری ہے اور احرار کی موجودہ قیادت کسی صورت اس کا حصہ نہیں بن سکتی۔ جو لوگ اس کا حصہ بنے' اُن کا انجام قوم کے سامنے ہے۔ رہی سہی کسر موجودہ حکومت نے نکال دی ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ (ادارہ)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

مرکزِ احرار
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

25 اگست 2005ء
بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

فون: 061-4511961

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان